اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جوں جوں ہزارہ سوم (۲۰۰۱ء-۳۰۰۰) قریب تر آرہا ہے، مختلف مسیحی تنظیموں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو ہزار سالہ جشنِ ولادت کی تقریبات منانے کی تیاریاں تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ تبشیری ذہن رکھنے والے افراد اور ادارے زیادہ سے زیادہ غیر مسیحیوں کو حلقۂ مسیحیت میں داخل کر کے ان تقریبات میں شرکت کے متمنی ہیں، مسیحی معاشروں میں سیکولر رجحانات سے غیر مطمئن افراد کلیسیائی سرگرمیوں کے احیاء کے لیے کوشاں ہیں، عبادتی اجتماعات میں زیادہ سے زیادہ افراد کو لانے کے لیے کوششیں کی جارہی ہیں اور جو چرچ حاضرین کی کمی کے باعث بند ہو گئے تھے، اُن کے دروازے دوبارہ کھولے جارہے ہیں۔ اِن مسیحی اشاعتی و احیائی سرگرمیوں کے ساتھ کیتھولک چرچ کے ایجنڈے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ عالمی مالیاتی اداروں کے ارباب حل و عقد کو آمادہ کیا جائے کہ اُن قوموں کے قرض معاف کر دیے جائیں جو انہیں ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں اور ہر سال خطیر رقم بطور سود ادا کرتی رہی ہیں۔ ویسٹ منسٹر (لندن) کے کارڈینل جارج باسل ہیوم اِس مہم میں پیش پیش ہیں۔ اقتصادی حوالے سے یہ قرض بقول کارڈینل غریب قوموں کی گردنوں میں پھندا ہے جو روز بروز تنگ ہوتا جارہا ہے۔ الٰہیاتی حوالے سے "ہم نئے ہزارے کی دہلیز پر ہیں جو مسیحیوں کے لیے ایک جشن کی حیثیت رکھتا ہے اور روایتی طور پر جشن کے موقع پر قرض معاف کیے جاتے ہیں۔"

ورلڈ بنک کی رپورٹ کے مطابق دُنیا کے ۳۲ ممالک بری طرح قرض میں جکڑے ہوئے ہیں اور ان کی آمدنی بہت کم ہے۔ (ان میں سے ۲۵ افریقی ممالک ہیں۔) ۱۹۹۴ء میں اِن ممالک کا قرض ۲۱۰ ارب ڈالر سے کچھ ہی کم تھا۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۴ء کے چودہ برسوں میں قرض میں چار گنا اضافہ ہوا، مگر اِن غریب ملکوں کا قرض امیر مسیحی قوموں کی طرف سے دیے گئے کل قرض کا محض دس فیصد ہے۔ مقروض قومیں نہ صرف قرض لی ہوئی اصل رقم بلکہ اس کا سود ادا کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں۔

غریب اور نادار قوموں کے قرض کیوں معاف کیے جائیں؟ اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ اخلاقی معیارات کے ساتھ اقتصادی منطق اور خود قرض دینے والوں کا مفاد اسی میں ہے۔ قرض اور ان کا سود ادا کرنے کے نتیجے میں غریب قومیں جن مصائب کا شکار ہو رہی ہیں، انہیں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اخلاقاً درست نہیں کہ قرض کی ادائیگی تو جاری رہے، مگر لوگوں کو کھانے کو نہ ملے، وہ بیماریوں سے مرتے رہیں اور ناخواندگی کی شرح کم ہونے کے بجائے بڑھتی رہے۔

اقتصادی اعتبار سے قرض معاف ہونے کی صورت میں یہ قومیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی پوزیشن میں ہوں گی۔ قرضوں کی ادائیگی کی صورت میں یہ قومیں اپنی آبادی کو تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم نہیں کر سکتیں۔ قرضوں اور ان کے سود کی ادائیگی سے غریب اقوام کی آبادی کا جو حصّہ سب سے زیادہ متاثر ہو رہا ہے، وہ خواتین اور بچے ہیں۔ ان کے لیے تعلیم، اچھی صحت اور روزگار کے کوئی مواقع نہیں۔

آج جب دُنیا کی مختلف قومیں ایک دوسرے پر انحصار کیے ہوئے ہیں، بڑھتی ہوئی غربت (جو قرضوں کے ساتھ منسلک ہے) سیاسی عدمِ استحکام کا باعث ہے۔ تنازعات میں اضافہ ہو رہا ہے اور نتیجتاً پناہ گزینوں کا دباؤ اور ماحولیاتی تباہی سامنے ہے۔ اس صورت حال کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

قرضوں کا ذکر بالعموم اعداد و شمار اور مالیاتی اصطلاحات میں کیا جاتا ہے، مگر آخر الامر ان کا اظہار انسانی مشکلات کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ برطانیہ کی ایک خیراتی تنظیم اکسفام انٹر نیشنل (Oxfam International) کے پیش کردہ مطالعے سے انسانی مشکلات کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ اس مطالعے کے مطابق

* یوگنڈا میں ایک فرد کی صحت پر تین ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں جب کہ ۱۷ ڈالر فی کس قرضوں کی ادائیگی میں جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس تلخ حقیقت کے باوجود ہے کہ ۲۰ فیصد بچے بیماریوں کے باعث پانچ سال کی عمر سے پہلے مر جاتے ہیں۔ یقیناً بہتر طبی سہولتیں فراہم کر کے ان بیماریاں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

*زمبیا میں ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۳ء کے درمیان حکومت نے تین کروڑ ستر لاکھ ڈالر ابتدائی تعلیم پر خرچ کیے، جب کہ اسی عرصے میں اس نے ایک ارب تیس کروڑ ڈالر کے قرضوں کی ادائیگی کی۔ صرف آئی۔ ایم۔ ایف (انٹر نیشنل مانٹری فنڈ) کو ادا شدہ رقم زمبیا کے پرائمری تعلیم کے بجٹ سے دس گنا زیادہ ہے۔

*تنزانیہ میں فراہمی آب پر جو رقم خرچ ہوتی ہے، غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی پر اس سے دوگنا خرچ ہے۔ حالانکہ ایک کروڑ چالیس لاکھ افراد صاف پانی سے محروم ہیں اور پانی سے پھیلنے والی بیماریوں کا عموماً شکار رہتے ہیں۔

* ہنڈوراس میں صحت اور تعلیم پر مجموعی خرچ سے کہیں زیادہ رقم قرضوں کی ادائیگی میں جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا ملک ہے جس کی نصف سے زیادہ آبادی نہایت غربت اور مفلسی میں زندگی بسر کر رہی ہے۔

* نکاراگوا کے اقتصادی بحران کا سب سے بڑا سبب غیر ملکی قرضے ہیں۔ ۱۱ ارب ڈالر قرضے کا سود ۲ ارب ساٹھ لاکھ ڈالر ہے جو ہر سال اس ملک کو ادا کرنا پڑتا ہے اور یہ ادائیگی کافی اور گوشت جیسی اُس کی برآمدات سے حاصل ہونے والی رقم سے کہیں زیادہ ہے۔

"قرضوں کے بحران" سے قرض دینے والے مالیاتی ادارے پورے طور پر آگاہ ہیں، مگر آئی۔ ایم۔

ایف اور ورلڈ بنک کے ساتھ بعض حکومتیں قرض معاف کرنے یا کم کر دینے کے حق میں نہیں۔ اُن کے نزدیک قرضے معاف کیے جانے سے مالیاتی ادارے غیر مستحکم ہو جائیں گے، نیز یہ عمل اخلاقاً پریشانیاں پیدا کرے گا، یہ اُن لوگوں / قوموں کو انعام دینے کے مترادف ہو گا جنھوں نے ماضی میں ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیا۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے قرض لیے اور انہیں غلط طور پر استعمال کرنے کا "جرم" کیا، وہ ایک مدت ہوئی، منظر سے ہٹ چکے ہیں اور جو اپنا پیٹ کاٹ کر قرضوں کی ادائیگی کر رہے ہیں، اُنھوں نے اِن کا کوئی فائدہ نہیں دیکھا۔ قرض دینے والے بین الاقوامی ادارے بھی اِس صورتِ حال میں برابر کے ذمہ دار ہیں۔ (آئی - ایم - ایف اور اس کے کردار پر ایک مقالہ زیرِ نظر شمارے میں شامل کیا جا رہا ہے۔)

اُمید کی جا سکتی ہے کہ مستقبل میں کارڈینل باسل ہیوم کے ساتھ بعض دوسرے مذہبی رہنما اور تنظیمیں بھی بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے آواز اٹھائیں گی اور موجودہ صورتِ حال کو بدلنے کے لیے جدوجہد کریں گی۔ چند ممالک یا افراد کی مادی خوشحالی بلکہ عیاشی کے لیے کروڑوں افراد کو زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم نہ رہنا چاہیے۔